سبق نمبر3: اخلاق نبوی ﷺ

مصنف: مولانا شبلی نعمانی

خلاصہ جات   اُردو لازمی سال اول

ترتیب وتالیف: کاشف بشیر کاشف (ایم۔فل اُردو)

0333-6912300

اُردو کے ”ارکانِ خمسہ“ میں شامل شبلی نعمانی کا اصل نام محمد شبلی تھا۔ وہ 1857ء میں اعظم گڑھ کے ایک نواحی قصبے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تعلیم وتربیت نہایت پاکیزہ ماحول اور اس دور کی اعلیٰ ترین درس گاہوں میں ہوئی۔ 1882ء میں وہ علی گڑھ کالج کے شعبۂ عربی سے منسلک ہوگئے۔ یہاں سر سیّد احمد خان اور دوسرے صاحبانِ علم وفن کی صحبت میں بیٹھنے کے علاوہ مذہبی اور سماجی راہ نماؤں سے راہ ورسم کا موقع ملا جس نے ان کی فکر کو وسعت دی اور ذوق کو نکھارا اور سیرت وسوانح نگاری کے ساتھ متعدد علمی اور ادبی موضوعات پر ان کی کتب سامنے آئیں۔ ان کی تصنیف ”سیرت النبیؐ“ کا بہت شہرہ ہوا، لیکن اسے بدقسمتی کہیے کہ حیاتِ شبلی میں اس کی صرف ایک جلد ہی شائع ہوسکی بعد ازاں اس کام کو ان کے ایک لائق شاگرد سید سلیمان ندوی نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ علّامہ شبلی نعمانی کی دیگر علمی وادبی تصانیف میں شعرُ العجم، الفاروق، سیرت النعمان، موازنۂ انیس ودبیر اور الغزالی بہت مشہور ہیں۔ علّامہ شبلی نعمانی کو ان کی سیرت وسوانح نگاری اور ندوۃُ العلما کے قیام نے ہندوستان میں بڑے مقام ومرتبے سے سرفراز کیا جب کہ ادبی میدان میں بھی ان کی تصانیف نے انھیں اپنے ہم عصروں میں ممتاز کیا۔ علّامہ شبلی نعمانی نے 18 نومبر 1914ء کو وفات پائی۔ علم وادب کی دنیا کے اس نام ور کو اعظم گڑھ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

اشارات

1۔ مداومت عمل
2۔ حُسنِ خُلق
3۔ ایثار
4۔ تواضع
5 ۔ بچوں پر شفقت
6۔ لطف طبع
7۔ اولاد سے محبت

خلاصہ

اخلاق کا سب سے اولین پہلو یہ ہے کہ انسان جس کام کو اختیار کرے اس پر استقامت سے قائم رہے کہ وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے۔ اخلاق کا ایک دقیق نکتہ ہے کہ انسان اپنے لیے اخلاق حسنہ کا جو پہلو پسند کرے اس کی شدت سے پابندی کرے ۔ جس طرح درخت چھاؤں، پھول خوشبو اور سورج روشنی سے پہچانا جاتا ہے انسان کا مستقل عمل بھی لوگوں میں اس کی پہچان بن جائے۔ یہ حالت مداومت عمل کہلاتی ہے۔ حضرت محمدؐ اپنے تمام امور اسی اُصول کے پیش نظر انجام دیتے تھے۔ آپؐ نے جن افعال میں مداومت فرمائی اور بغیر کسی مجبوری کے انھیں ترک نہ کیا وہ سنت کہلاتے ہیں اور مداومت عمل کی ناقابل تردید مثال ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ فرماتے۔ کسی شخص کی بات پوری توجہ سے سنتے اور جب تک وہ خود نہ ہٹتا آپؐ رخ نہ پھیرتے۔ مصافحہ کے دوران بھی جب تک دوسرا شخص پہلے ہاتھ نہ چھوڑتا تو آپؐ بھی ہاتھ نہ چھوڑتے۔ مجلس میں اپنے رفقاء سے آگے نہ بیٹھتے۔ خادم متبرک کرنے کے لیے پانی لاتے تو آپ سرد موسم کے باوجود اس میں ہاتھ ڈال دیتے۔ لوگوں کی ناپسندیدہ باتوں کو برداشت فرماتے اور ان کا ذکر براہ راست نہ کرتے۔ ایک شخص زعفران لگا کر خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خاموش رہے اور اس کے جانے کے بعد لوگوں سے کہا کہ اسے کہیں کہ یہ رنگ دھوڈالے۔ کسی موقع پر مسجد نبوی میں جگہ کم ہوتی آنے والوں کے لیے اپنی ردائے مبارک بچھا دیتے۔ ناگوار باتوں پر کسی کی اصلاح کرتے تو عمومی انداز میں بات فرماتے تا کہ اس کی دل آزاری نہ ہو۔ رسول اللہؐ کے اخلاق کا نمایاں پہلو ایثار تھا۔ آپ کو اپنی اولاد، خصوصاً حضرت فاطمہ زہراؓ سے بے حد محبت تھی۔ ان کی آمد پر کھڑے ہوجاتے، پیشانی چومتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ چکی پیسنے اور پانی بھر کر لانے کی وجہ سے حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ

چھلنی ہو گئے تھے۔ ایک روز حضرت علیؓ کے ذریعے ایک غزوہ میں آنے والی کنیزوں میں سے ایک کنیز کی درخواست کی۔ آپؐ نے فرمایا: کہ جب تک اصحاب صفہ کا بندوبست نہ ہو میں کسی اور طرف توجہ نہیں دے سکتا۔ رسول اللہؐ جھاڑو دینے، دودھ دوہنے اور بازار سے سودا لانے اور جوتے مرمت کرنے سمیت دیگر روزمرہ گھریلو کام خود انجام دیتے۔ گدھے پر سوار ہونے میں عار محسوس نہ کرتے تھے۔ غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھانا کھاتے۔ تعظیم کے لیے کھڑے ہونے سے منع فرماتے۔ غریب و مفلس بیماروں کی عیادت کرتے اور ان کے ساتھ عام انسانوں کی جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ ایک شخص نبوت کے رعب سے گھبر اگیا تو آپؐ نے فرمایا: مت گھبراؤ، میں بادشاہ نہیں، خشک گوشت کھانے والی ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں۔ رسول اللہؐ بچوں پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ سفر سے واپسی پر راستے میں ملنے والے بچوں کو خود سلام کرتے اور انھیں سواری پر ساتھ بٹھا لیتے۔ حضرت خالد بن سعید کی بیٹی کو "سنہ سنہ" کہہ کر محبت سے پکارا، جو حبشی زبان میں حسنہ کا تلفظ ہے۔ آپؐ صرف مسلمان بچوں پر ہی نہیں بلکہ مشرک بچوں پر بھی مہربان تھے۔ ایک غزوہ میں حملے کے دوران کچھ بچے مارے گئے تو آپؐ بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا: "بچوں کو قتل نہ کرو، ہر جان فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔" جب کوئی نیا پھل آتا تو مجلس کے سب سے کم عمر بچے کو دیتے۔ ایک بدوی نے آپ کی بچوں سے محبت دیکھ کر کہا کہ وہ اپنے دس بچوں کو اس طرح پیار نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: "اگر اللہ نے تیرے دل سے محبت نکال دی ہے تو میں کیا کروں؟" رسول اللہؐ کبھی کبھار خوش طبعی اور ظرافت سے باتیں کرتے۔ حضرت انسؓ ہمہ وقت آپؐ کی گفتگو پر کان لگائے رہتے ایک بار آپؐ نے اسی وجہ سے ازراہ مذاق انھیں "او دو کان والے" کہہ کر مخاطب فرمایا۔ ان کے بھائی ابو عمر کے ممولے کی موت پر فرمایا: "ابو عمر! تمہارے ممولے نے یہ کیا کیا؟ ایک شخص نے سواری مانگی تو فرمایا: "اونٹنی کا بچہ دوں گا"، پھر وضاحت کی کہ ہر اونٹ، اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے۔ ایک بڑھیا نے آپؐ سے جنت کی دعا کا کہا تو آپؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: "بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جس پر روتی ہوئی چلی گئی۔ آپؐ نے صحابہ سے کہا کہ اسے کہ دو کہ بوڑھی عورتیں جوان ہو کر جنت میں جائیں گی۔ ایک صحابی زاہرؓ کو بازار میں دیکھا تو انھیں چپکے سے گود میں دبا لیا اور پھر فرمایا: کوئی اس غلام کو خریدتا ہے؟ حضرت زاہر نے عرض کی مجھے خریدنے والا اپنا نقصان کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک تمھارے دام زیادہ ہیں۔" ۔ ایک شخص کے بھائی کو شکم کی تکلیف تھی، آپ نے شہد پلانے کی ہدایت کی تین بار افاقہ نہ ہوا تو فرمایا: "اللہ سچا ہے، تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے" اور ایک بار پھر شہد پلانے کا کہا۔ بالآخر شہد سے شفا ہو گئی۔ رسول اللہؐ کو اولاد سے بے پناہ محبت تھی۔ سفر پر جاتے ہوئے سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے ملتے اور واپسی پر حضرت فاطمہؓ ہی سب سے پہلے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ ایک دفعہ آپؐ غزوہ میں گئے تو حضرت فاطمہؓ نے صاحبزادوں (حسنینؓ کریمین) کے لیے چاندی کے کنگن بنوائے اور دروازے پر پردے لگوائے۔ غزوہ سے واپسی پر آپؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف نہ لے گئے جس پر حضرت فاطمہؓ نے پردے چاک کر ڈالے اور صاحبزادوں کے ہاتھ سے کنگن اتروا لیے۔ آپؐ نے کنگن بازار میں بھیج کر ان کے بدلے ہاتھی دانت کے کنگن منگوا لیے۔ حضرت فاطمہؓ کے گھر جاتے تو صاحبزادوں کو بلواتے، چومتے اور سینے سے لگاتے۔ ایک بار سیدنا حسینؓ خطبے کے دوران لڑکھڑاتے ہوئے منبر کے قریب آئے تو آپؐ نے خطبہ چھوڑ انھیں اٹھا لیا۔ فرمایا: "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں"۔ ایک دفعہ نواسوں کو دوش مبارک پر سوار پر دیکھ کر کسی نے کہا کہ دیکھو کیسی سواری ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "سوار بھی کیسا ہے!" حضرت حسینؓ کھیلتے دیکھ کر آپ نے انھیں سینے سے لپٹا لیا اور فرمایا: حسینؓ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔ خدایا میں اس کو چاہتا ہوں اور اس کو بھی جو اسے چاہتا ہے۔ حضرت زینب کے شوہر غزوہ بدر کے دوران قید ہوئے تو ان کے فدیے میں حضرت زینبؓ نے حضرت خدیجہؓ کا دیا ہوا ہار بھیج دیا۔ ہار دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپؐ نواسی کی موت پر آبدیدہ ہوئے اور فرمایا: "یہ رحم ہے جو اللہ نے دلوں میں رکھا ہے۔ اپنے صاحبزادے ابراہیمؑ کی وفات پر غمزدہ ہو کر فرمایا: آنکھیں اشکبار اور دل غمزدہ ہے مگر زبان وہی کہے گی جو اللہ کو پسند ہے۔